سوال

(268)تکافل کی شرعی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے ملک میں کچھ تجارتی کمپنیاں بیمہ کا متبادل تکافل کے نام سے متعارف کرا رہی ہیں، ان کا دعویٰ ہے کہ ہمارا نظام شرعی اصولوں کے عین مطابق ہے، اس سلسلہ میں علما کبار کے فتاویٰ کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

عربی زبان میں تکافل کا معنی کفالت کرنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنا ہے۔ قرآن وحدیث میں اگرچہ یہ لفظ استعمال نہیں ہوا تاہم اسلام نے ہمیں ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھنے، خیر خواہی اور تعاون کرنے کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ زکوۃ، عشر، صدقہ فطر اور دیگر خیرات اسی امر کو یقینی بنانے کے لیے ہیں۔ اگر ہم صدق دل سے ان پر عمل پیرا ہوجائیں تو معاشرہ میں تمام محتاجوں کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں لیکن ہمارے ہاں جو تکافل کا نظام متعارف کروایا جا رہا ہے اس کا مقصد ضرورت مندوں اور محتاجوں کی مدد کرنا ہر گز نہیں بلکہ اس میں اپنے مستقبل کے خطرات کا تحفظ اور نقصانات کی تلافی ہے۔ اس نظام کے تحت یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ہم آپ کے بیوی بچوں کی مدد تب کریں گے جب آپ اتنے سالوں تک ہر ماہ ایک متعین رقم دیں گے اور ہمارے قائم کردہ وقف فنڈ میں اتنی رقم بطور چندہ دیں گے اور اس نظام کو بیمہ کے متبادل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس تکافل اور عام بیمہ میں فرق ہے: مثلاً نظام تکافل میں شریک ہونے والا جو بالاقساط رقم جمع کرتا ہے اس کی حیثیت عام صارف کی نہیں جیسا کہ بیمہ کرانے والے کی ہوتی ہے بلکہ وہ مجموعی رقم میں شریک بن جاتا ہے۔ تکافل میں جمع شدہ رقم پر جو منافع آتا ہے اسے تمام شرکا، شراکت کے تناسب سے تقسیم کرتے ہیں جبکہ بیمہ کمپنیاں ان منافع کو اپنے پاس رکھتی ہیں، صارف کو نہیں دیتیں۔ تکافل میں مدت پوری ہونے کے بعد رقم واپس مل سکتی ہے جبکہ بیمہ کرانے والے کو اس کی جمع شدہ رقم پوری کی پوری واپس نہیں ہوتی، اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی ایک تجارتی معاہدہ ہے، اس کی بنیاد محض تعاون نہیں ہے جیسا کہ باور کرایا جاتا ہے کیونکہ تعاون کی نیت سے اگر کوئی ادائیگی کرتا ہے تو وہ مال اس کی ملکیت سے نکل جاتا ہے، اس کی واپسی کا مطالبہ کرنا یا اس پر نفع طلب کرنا انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''اپنے دیئے گئے عطیے میں لوٹنے والا ایسے ہے جیسے ایک کتا قے کرے پھر اسے چاٹ لے۔''[1]

جبکہ تکافل میں مدت پوری ہونے کے بعد اور کسی قسم کا نقصان نہ ہونے کی صورت میں وہ اپنا مال واپس لے سکتا ہے، ایسے حالات میں اسے تعاون کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ ہمارے رجحان کے مطابق تکافل میں غرر، سود اور جوا تینوں چیزیں موجود ہیں جن کی بنا پر اسے جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

غرر اس طرح ہے کہ جس نقصان کے ازالہ کے لیے پالیسی ہولڈر نے پالیسی خریدی ہے وہ پیش ہی نہ آئے، اس طرح اس کی ادا کردہ رقم ضائع ہو جائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ کوئی

حادثہ پیش آجائے پھر نقصان کی صورت میں اس کی تلافی کے لیے کمپنی کے ذمے اس کی ادائیگی لازم ہوجائے۔

تکافل میں شریک قسطیں ادا کرتا ہے ، اگر اس کا نقصان ہوگیا تو تکافل کمپنی کی طرف سے اس کا طے شدہ معاوضہ دیا جاتا ہے جو ادا کردہ قسطوں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے ، سود بھی اسی کا نام ہے کہ تبادلہ کی صورت میں ایک طرف سے زیادہ ادا کرنا ، اسے ہم زیادتی کا سود کہتے ہیں۔

جوا اس طرح ہے کہ رقم جمع کرانے میں تمام افراد شریک ہیں لیکن ایک کو حادثہ پیش آتا ہے تو تکافل کمپنی کی طرف سے اس کی تلافی کردی جاتی ہے اور جس کو حادثہ پیش نہیں آتا اسے صرف اصل رقم ہی واپس ملتی ہے ، یہ ایک طرح کا نقصان ہے اور جوا اسی کا نام ہے۔ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ جن خرابیوں کی بنا پر بیمہ حرام ہے ، موجودہ تکافل ان سے پاک نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں جن علماء کبار کے فتویٰ کا حوالہ دیا جاتا ہے ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کے سامنے جو صورت بیان کرکے فتویٰ لیا گیا ہے وہ موجودہ تکافل سے قطعی مماثلت نہیں رکھتی۔ سعودی عرب کے علما کمیٹی نے اپنے حالیہ فتویٰ میں موجودہ تکافل کو حرام قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں : ’’گزشتہ کچھ عرصہ سے کچھ اداروں اور کمپنیوں کی طرف سے لوگوں کے سامنے معاملات کو خلط ملط کرنے اور حقائق کو الٹ پلٹ کرنے کا سلسلہ جاری ہے ، ان اداروں نے تجارتی بیمہ کو تعاونی بیمہ (تکافل) کا نام دیا ہوا ہے اور لوگوں کو دھوکہ دہی پھر خود کو سہارا دینے کے لیے اس کے جواز کو علما کمیٹی کی طرف منسوب کرتے ہیں جب کہ علما کمیٹی اس سے مکمل طور پر بری ہے۔ ہم نے پہلے ہی تجارتی بیمہ اور تعاونی بیمہ (تکافل) کے درمیان فرق کو واضح کردیا ہے لہٰذا نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی ، اسی لیے علما کمیٹی نے حقائق کو ظاہر کرنے اور عوام کو اس دھوکہ سے خبردار کرنے کے لیے یہ فتویٰ جاری کیا ہے۔[2]

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک تکافل ایک غیر شرعی تجارتی معاہدہ ہے جسے تعاون کا لبادہ پہنا کر عوام کو پھانسنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس میں موجود غیر شرعی اور حرام معاملات کو جائز کہا جاتا ہے ، ایسا کرنا حرام کو حلال کہنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق دے۔ آمین۔

---

[1] صحیح بخاری، الھدیہ : ۲۵۸۹۔

[2] فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ نمبر ۱۹۴۰۶۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر: 249

محدث فتویٰ